از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:29اپریل1959

میسرز ساساموسیٰ شوگر ورکس (پی) لمیٹڈ۔

بنام

شوبرتی خان ودیگراں

(بی پی سنہا، پی بی گجیندر گڈکر اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

صنعتی تنازعہ

-آہستہ چلنا

-ملازمین کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے آجر کی درخواست

-ٹریبونل کا اختیار

-غلط تلاش

-اجازت کی منظوری

-صنعتی تنازعات ایکٹ،1947(14سال1947)،دفعہ33۔

کارکنوں اور ملوں کے درمیان عدالتی فیصلہ سازی کی کارروائی زیر التواء، اپیل کنندہ ملز کی انتظامیہ نے اپنے تینتیس کارکنوں کو نوٹس جاری کیے اور اس کے بعد انہیں صنعتی تنازعات ایکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے طویل سست روی میں اہم کردار ادا کرنے پر معطل کر دیا۔ اسی طرح کی وجوہات کی بنا پر، کچھ دنوں بعد، اس نے دوبارہ پندرہ دیگراں افراد کو اسی طرح کے نوٹس جاری کیے اور انہیں معطل کر دیا۔ اس کے بعد انتظامیہ نے صنعتی تنازعات ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت مذکورہ کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے دو درخواستیں کیں۔ اڑتالیس کارکنوں نے اپنے بدلے میں قانون کی دفعہ 33A کے تحت درخواست دی جس میں انتظامیہ پر انہیں سزا کے ذریعے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معطل کرنے میں دفعہ 33 کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا۔ انڈسٹریل ٹریبونل نے پایا کہ معطلی سزا کے طور پر نہیں تھی اور کارکنوں کی طرف سے جان بوجھ کر سست روی کا سہارا لیا گیا تھا جو بلاجواز تھا۔ اس نے شواہد کی کمی کی بنیاد پر سولہ کارکنوں کے حوالے سے اجازت دینے سے انکار کر دیا لیکن انتظامیہ کو باقی کو سات دن کے لیے معطل کرنے کی اجازت دے دی، اس طرح برخاستگی کی استدعا کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس نے ایکٹ کی دفعہ 33A کے تحت کارکنوں کی درخواست کو بھی خارج کر دیا۔ دونوں فریقوں کی طرف سے اپیلیں دائر کی گئیں اور جب وہ سماعت کے لیے آئے تو اپیلیٹ ٹریبونل نے کارکنوں کو اپنی اپیل واپس لینے کی اجازت دے دی جہاں تک کہ یہ ایکٹ کی دفعہ 33A کے تحت ان کی درخواست سے متعلق ہے، جس کے نتیجے میں ٹریبونل کے اس نتیجے کی تصدیق ہوئی کہ معطلی سزا نہیں تھی بلکہ صرف انتظامیہ کی زیر التواء تحقیقات اور ٹریبونل کے سامنے کارروائی تھی۔ ٹریبونل کے دیگر تمام نتائج سے اتفاق کرتے ہوئے، اپیلٹ ٹریبونل نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا گیا معطلی ٹھوس سزا ہے کیونکہ نوٹسوں میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ یہ تحقیقات زیر التوا ہے، اور اس کے بعد کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے درخواست، اس لیے، بدنیتی پر مبنی تھی اور انتظامیہ کی اپیل کو خارج کر دیا۔

قرار پایا گیا کہ صنعتی ٹریبونل کی طرف سے موصول ہونے والے مادی نتائج اپیلٹ ٹریبونل کی طرف سے پریشان نہ ہونے کی وجہ سے، ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت انتظامیہ کی درخواستوں پر واحد ممکنہ حکم یہ تھا کہ اسے کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت دی جائے بشرطیکہ ان سب کے خلاف ثبوت موجود ہوں۔ انڈسٹریل ٹریبونل کے لیے کسی اور قسم کی سزا کو تبدیل کرنے اور اس کے لیے اجازت دینے کا اختیار نہیں تھا۔

اپیلٹ ٹریبونل نے واضح طور پر یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ فوری معاملے میں معطلی، دفعہ 33 کے تحت ٹریبونل کے سامنے زیر التواء تحقیقات اور کارروائی کا عبوری حکم نہیں تھا، بلکہ ٹھوس سزا تھی، جو انڈسٹریل ٹریبونل کے اس نتیجے کے برعکس تھی جس کی تصدیق اس کے اپنے حکم سے ہوئی تھی جس میں کارکنوں کی طرف سے اس کے خلاف اپیل کو واپس لینے کی اجازت دی گئی تھی۔

انڈسٹریل ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ سولہ کارکنوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا، اس کے برعکس تھا، کیونکہ ان کے خلاف ثبوت وہی تھے جو بتیس دیگر اس کے خلاف تھے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چونکہ سست روی سنگین بدانتظامی تھی، جس کی نوعیت دغابازی پر مبنی تھی اور اسے قبول نہیں کیا جا سکتا تھا، اور چونکہ کارکنوں کو اس طرح کی بدانتظامی کا مجرم پایا گیا تھا، اس لیے انتظامیہ کو انہیں برخاست کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 746 اور 747 سال 1957۔

بھارتی لیبر اپیلیٹ ٹریبونل، کلکتہ کے 3 جون 1955 اور 21 مئی 1956 کے فیصلوں اور احکامات سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل نمبر۔ کلکتہ 52 / 366 اور متفرقہ کیس نمبر 145 سال 1955، بالترتیب 22 ستمبر 1952 کو انڈسٹریل ٹریبونل، بہار کے ایک ایوارڈ سے پیدا ہوا اور 21 اکتوبر 1952 کو بہار اسٹیٹ گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے بھارت کے اٹارنی جنرل ایم سی سیتلواڈ اور آر سی پرساد۔

جواب دہندہ پیش نہیں ہوا۔

1959.29 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ وانچو، جسٹس نے دیا۔

وانچو، جسٹس- صنعتی تنازعات ایکٹ (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کی دفعہ 33 کے تحت دو درخواستوں سے پیدا ہونے والے صنعتی معاملے میں انتظامیہ کی طرف سے خصوصی اجازت کے ذریعے یہ دو اپیلیں ہیں۔ مقدمے کے حقائق مختصر طور پر یہ ہیں: اپیل کنندہ میسرس ساسا موسی شوگر ورکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ ضلع سرن (بہار) میں ایک چینی کی فیکٹری ہے۔ یہ فیکٹری 1932 میں قائم کی گئی تھی۔ جون 1942 میں اس فیکٹری میں ایک ٹریڈ یونین تشکیل دی گئی۔ جولائی 1943 میں، کارکنوں اور انتظامیہ کے درمیان پریشانی پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں یونین کے تین عہدیداروں کو فارغ کر دیا گیا، جن میں ایک شمس الدین بھی شامل تھا، جو اس وقت جوائنٹ سکریٹری تھا۔ اس معاملے کو عدالتی فیصلہ سنانے کے لیے بھیجا گیا اور فارغ کیے گئے کارکنوں کو 1944 کے اوائل میں بحال کرنے کا حکم دیا گیا۔ دسمبر 1944 میں ایک بار پھر پریشانی پیدا ہوئی اور کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کو برخاست کر دیا گیا، جن میں شمس الدین بھی شامل تھے، جو اب تک یونین کے صدر بن چکے تھے۔ اس تنازعہ کو دوبارہ انڈسٹریل ٹریبونل کے پاس بھیج دیا گیا، جس نے اگست 1947 میں برخاست کارکنوں کی بحالی کا حکم دیا۔ اس کے بعد کچھ دیر امن رہا۔ لیکن جون 1951 میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انتظامیہ نے دوبارہ سترہ کارکنوں کو فارغ کر دیا، جن میں شمس الدین بھی شامل تھے، جو اس وقت یونین کے سکریٹری تھے۔ یہ پریشانی دسمبر 1951 تک جاری رہی، جب یونین اور انتظامیہ کے درمیان ایک قرارداد طے پایا، جس کے نتیجے میں بارہ کارکنوں کو بحال کیا گیا لیکن شمس الدین سمیت پانچ کو بحال نہیں کیا گیا اور ان کے مقدمات کو عدالتی فیصلہ سنانے کے لیے بھیجا جانا تھا۔ تاہم، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انتظامیہ اور اس کے کارکنوں کے درمیان ایک اور حوالہ 8 ستمبر 1951 سے صنعتی ٹریبونل کے سامنے زیر التوا تھا، جب یہ قرارداد طے پایا تھا۔ اس کے بعد فیکٹری میں کچھ دیر تک کام آسانی سے جاری رہا۔ لیکن یکم جنوری 1952 کو یونین کی طرف سے انتظامیہ کو 40 مطالبات درج کرتے ہوئے نوٹس جاری کیا گیا اور دھمکی دی گئی کہ اگر سات دن کے اندر مطالبات پورے نہ کیے گئے تو یونین کو مزدوروں کو مشورہ دینا پڑے گا کہ وہ سست روی اختیار کریں اور ان سے 9 جنوری 1952 سے غیر فعال مزاحمت کرنے کا مطالبہ کریں، اور یہ دیکھنے کے لیے تمام جائز طریقے اختیار کریں کہ جب تک یونین کے مطالبات پورے نہیں کیے جاتے تب تک سست روی کا فیصلہ عمل میں لایا جائے۔ انتظامیہ کو یہ نوٹس 4 جنوری کو موصول ہوا، جس نے فوری طور پر محکمہ محنت کے افسران کے ساتھ ساتھ گوپال گنج کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ سے رابطہ کیا۔ 8 جنوری کو ڈپٹی لیبر کمشنر نے یونین کو لکھا کہ چونکہ مصالحتی افسر عام انتخابات میں مصروف تھا، اس لیے انتخابات ختم ہونے تک جمود برقرار رکھی جائے، تاکہ مصالحتی افسر اس معاملے کو دیکھ سکے۔ تاہم یونین نے اس مشورے پر کوئی توجہ نہیں دی اور سست روی 9 جنوری سے شروع ہوئی اور 12 جنوری 1952 تک جاری رہی۔ پھر لیبر کمشنر خود 12 جنوری کو فیکٹری میں آئے اور شمس الدین کو جو اس سب کے پیچھے متحرک جذبے تھے مشورہ دیا کہ وہ سست روی کو ختم کریں، کیونکہ 17 جنوری 1952 کو پٹنہ میں مصالحتی کارروائی شروع کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ اس کے بعد 17 جنوری کو مصالحت کی کارروائی شروع ہوئی اور 23 جنوری کو کچھ مطالبات کے بارے میں ایک قرارداد طے پایا، اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مزید مصالحت کی کارروائی فروری میں کی جائے گی۔ لیکن اس قرارداد کے باوجود 24 جنوری سے 31 جنوری تک ایک بار پھر سست روی کا سہارا لیا گیا۔ اسی دوران لیبر آفیسر 28 جنوری 1952 کو فیکٹری پہنچا اور مزید بات چیت ہوئی۔ تاہم مزدوروں نے لیبر آفیسر کے مشورے پر دھیان نہیں دیا۔ اس لیے انہوں نے 31 جنوری کو لیبر کمشنر کو اطلاع دی کہ سست روی اب بھی جاری ہے۔ اس کے بعد لیبر کمشنر نے لیبر آفیسر کو حکم دیا کہ وہ کارکنوں کو بتائے کہ جب تک سست روی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک مزید مصالحتی کارروائی نہیں ہوگی۔ اس کے بعد لیبر آفیسر نے انتظامیہ کو مطلع کیا کہ وہ انڈسٹریل ٹریبونل کی اجازت سے متعلقہ کارکنوں کے خلاف تادیبی کارروائی کر سکتی ہے۔ نتیجتاً

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انتظامیہ نے 31 جنوری کی رات کو دیے گئے نوٹس کے ذریعے تینتیس کارکنوں کو یکم فروری سے معطل کر دیا۔ نوٹس میں کہا گیا تھا کہ ان تینتیس کارکنوں کو غیر منصفانہ سست روی میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے پایا گیا تھا جو ایکٹ کی خلاف ورزی تھی اور اس لیے انہیں اگلے احکامات تک ملازمت سے معطل کر دیا گیا تھا۔ اس نوٹس کا کچھ اچھا اثر ہوا اور چار دن تک کام میں بہتری آئی؛ لیکن 5 فروری سے دوبارہ سست روی شروع کر دی گئی۔ نتیجتاً انتظامیہ نے 6 فروری سے مزید سات اور 7 فروری سے مزید آٹھ کارکنوں کو اسی قیود میں نوٹس دے کر معطل کر دیا جس میں 31 جنوری کو تینتیس کارکنوں کو نوٹس دیا گیا تھا۔ چونکہ انتظامیہ اور اس کے کارکنوں کے درمیان ستمبر 1951 سے عدالتی فیصلہ کارروائی زیر التوا تھی، سابق نے 6 فروری 1952 کو ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت تینتیس کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے اور 11 فروری 1952 کو بقیہ پندرہ کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے درخواست دی جنہیں بعد میں معطل کر دیا گیا تھا۔ اڑتالیس کارکنوں نے اپنی باری میں 29 مارچ 1952 کو ایکٹ کی دفعہ 33A کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل میں درخواست دی اور ان کا مقدمہ یہ تھا کہ انہیں سزا کے طور پر معطل کر دیا گیا تھا اور چونکہ یہ انڈسٹریل ٹریبونل کی منظوری کے بغیر کیا گیا تھا، انتظامیہ نے دفعہ 33 کی خلاف ورزی کی تھی۔

ان تینوں درخواستوں پر انڈسٹریل ٹریبونل نے مل کر مقدمہ چلایا اور اس کے سامنے جو اعتراضات اٹھائے گئے وہ یہ تھے:

(1) دفعہ 33 کے تحت انتظامیہ کی درخواستوں سے پہلے کارکنوں کی بدانتظامی کی کوئی تحقیقات نہیں کی گئی تھی اور اس لیے وہ خارج کیے جانے کے قابل تھے۔

(2) اس معاملے میں معطلی کا حکم سزا کے مترادف تھا اور اس لیے دفعہ 33 کی خلاف ورزی کی گئی تھی؛ اور

(3) جنوری اور فروری 1952 میں مزدوروں کی طرف سے ایک بلاجواز سست روی تھی۔

پہلے نکتے پر، انڈسٹریل ٹریبونل نے پایا کہ دفعہ 33 کے تحت دو درخواستوں سے پہلے انتظامیہ کی طرف سے کوئی جانچ نہیں کی گئی تھی۔ لیکن اس نے قرار دیا کہ انتظامیہ کی طرف سے جانچ میں جو بھی ثبوت لیے جا سکتے تھے وہ اس کے سامنے پیش کیے گئے تھے اور وہ حقائق کے مکمل قبضے میں تھے، اور کارکنوں کے لیے کسی جانبداری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا، کیونکہ اس کے سامنے موجود تمام شواہد کے جائزے پر یہ فیصلہ کرنے کے لیے کھلا ہو گا کہ آیا خارج کرنے کی اجازت کے لیے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

درخواستیں دی جانی چاہئیں یا نہیں۔ دوسرے نکتے پر، اس نے مؤقف اختیار کیا کہ معطلی کا حکم اس معاملے کے حالات میں سزا کے اقدام کے طور پر نہیں تھا اور یہ کہ یہ انتظامیہ کی طرف سے ٹریبونل کے سامنے دفعہ 33 کے تحت زیر التواء تحقیقات اور کارروائی کا حکم تھا اور چونکہ اس فیکٹری میں معطلی کے بارے میں کوئی مستقل حکم نہیں تھے، اس لیے معطلی کی مدت کے دوران کارکنوں کو ان کی اجرت ادا کرنے کی انتظامیہ کی ذمہ داری برقرار رہی۔ تیسرے نکتے پر، انڈسٹریل ٹریبونل، شواہد پر تفصیلی بحث کے بعد، اس نتیجے پر پہنچا کہ جنوری اور فروری 1952 میں مزدوروں کی طرف سے جان بوجھ کر سست روی کا سہارا لیا گیا تھا اور یہ بلاجواز تھا کیونکہ یہ اس وقت ہوا جب مصالحتی کارروائی زیر التوا تھی۔

یہ نتائج دینے کے بعد صنعتی ٹریبونل کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اسے دفعہ 33 اور دفعہ 33A کے تحت درخواستوں پر کیا حکم جاری کرنا چاہیے۔ اس کا مؤقف تھا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ متعلقہ اڑتالیس کارکنوں میں سے اس کے نامزد کردہ سولہ کارکنوں نے اس سست روی میں حصہ لیا تھا یا اسے اکسایا تھا۔ اس لیے اس نے ان سولہ کارکنوں کے حوالے سے دفعہ 33 کے تحت درخواست کو خارج کر دیا۔ بقیہ بتیس کارکنوں کے بارے میں اس کا مؤقف تھا کہ چونکہ اس وقت زیر غور کچھ احکام رواں میں بدانتظامی کی صورت میں یا تو برخاستگی یا سات دن کے لیے معطلی کا التزام کیا گیا تھا، اس لیے بہار سنٹرل (اسٹینڈنگ) لیبر مشاورتی بورڈ کی طرف سے کچھ وقت پہلے مقرر کردہ گو سلو کمیٹی کی طرف سے اظہار رائے کے پیش نظر انتظامیہ کو کارکنوں کو سات دن کے لیے معطل کرنے کی اجازت دینا مناسب تھا۔ درحقیقت، اس لیے اس نے ان بتیس کارکنوں کے حوالے سے بھی انتظامیہ کی برطرفی کی استدعا کو خارج کر دیا۔ آخر کار، اس نے دفعہ A-33 کے تحت درخواست کو خارج کر دیا۔

اس ایوارڈ کے نتیجے میں لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے دو اپیلیں کی گئیں۔ ایک انتظامیہ کی طرف سے پورے ایوارڈ کے خلاف تھی جہاں تک کہ یہ دفعہ 33 کے تحت اس کی درخواستوں سے متعلق ہے، اور دوسری کارکنوں کی طرف سے دفعہ A-33 کے تحت ان کی درخواست کو خارج کرنے کے خلاف اور دفعہ 33 کے تحت انتظامیہ کی درخواستوں سے متعلق ایوارڈ کے خلاف تھی۔ جب معاملہ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے سماعت کے لیے آیا تو کارکنوں نے دفعہ A-33 کے تحت اپنی درخواست کے حوالے سے اپنی اپیل واپس لے لی اور اس کے نتیجے میں اسے خارج کر دیا گیا۔ کارکنوں کی اپیل کو خارج کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انڈسٹریل ٹریبونل کے اس نتیجے کی تصدیق ہوئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

کہ معطلی کوئی سزا نہیں تھی اور یہ صرف انتظامیہ کی طرف سے زیر التواء تحقیقات اور ٹریبونل کے سامنے کارروائی تھی۔

جہاں تک دفعہ 33 کے تحت درخواستوں کے حوالے سے انتظامیہ کی اپیل کا تعلق ہے، اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے اس کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ انڈسٹریل ٹریبونل قانون کے دو اہم سوالات پر غلط ہو گیا ہے، یعنی۔

(1) صنعتی ٹریبونل دفعہ 33 کے تحت اس طرح کی اجازت کے لیے درخواست کو خارج کرنے کی اجازت یا تو دے سکتا ہے یا انکار کر سکتا ہے اور وہ سزا کی مقدار کے بارے میں اپنے فیصلے کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور

(2) سولہ کارکنوں کے خلاف درخواستوں کو اس بنیاد پر خارج کرنا غلط تھا کہ کوئی ثبوت نہیں تھا۔

اپیلٹ ٹریبونل کی رائے تھی کہ ان دونوں نکات پر انتظامیہ دلیل درست ہے اور اپیل میں قانون کے کافی سوالات شامل ہیں۔ اس نے یہ بھی پایا کہ انڈسٹریل ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ کارکنوں نے سست روی کا سہارا لیا تھا، غلط نہیں تھا اور شواہد پر یہ واحد نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے مزید کہا کہ آہستہ چلنا دغابازی کی نوعیت کا تھا اور اسے قبول نہیں کیا جا سکتا، اور یہ کہ یہ سنگین بدانتظامی تھی جس کی عام سزا برخاستگی تھی۔ اس نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ انڈسٹریل ٹریبونل گو سلو کمیٹی کی سفارشات اور زیر غور احکامِ رواں پر انحصار کرنے میں درست نہیں تھا جو اس وقت تک نافذ نہیں تھے۔ یہ سب کہنے کے بعد، ہمیں توقع کرنی چاہیے تھی کہ اپیلٹ ٹریبونل انڈسٹریل ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دے گا اور انتظامیہ کو کارکنوں کو اس دھوکے باز نوعیت کی سنگین بدانتظامی کے لیے برخاست کرنے کی اجازت دے گا جسے قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس نے مزید کہا کہ یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ جہاں کوئی آجر دفعہ 33 کے تحت ٹریبونل سے اجازت حاصل کیے بغیر کسی کارکن کو سزا نہیں دے سکتا، اجازت کے لیے درخواست بدنیتی پر مبنی ہو گی اگر یہ کام کرنے والے کو پہلے ہی کوئی سزا دیے جانے کے بعد کی گئی ہو۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ موجودہ معاملے میں انتظامیہ کی طرف سے کارکنوں کی معطلی ٹھوس سزا تھی، کیونکہ نوٹس میں اتنے الفاظ میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ یہ تحقیقات زیر التوا ہے اور اس لیے سزا ملنے کے بعد اجازت کے لیے درخواستیں بدنیتی سے کی گئی تھیں۔ اس نتیجے پر پہنچتے ہوئے، ایسا لگتا ہے کہ اپیلٹ ٹریبونل بھول گیا ہے کہ اس نے دفعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

A-33 کے تحت ان کی درخواست پر انڈسٹریل ٹریبونل کے حکم سے کارکنوں کی اپیل کو پہلے ہی خارج کر دیا تھا، جو درحقیقت انڈسٹریل ٹریبونل کے اس حکم کی تصدیق کرنے کے مترادف ہے کہ معطلی سزا نہیں تھی بلکہ انتظامیہ کی طرف سے تحقیقات اور ٹریبونل کے سامنے کارروائی کے التوا میں مناسب طریقے سے کی گئی تھی۔ اپیلٹ ٹریبونل نے سزا کے اس سوال پر اپنے فیصلے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ انتظامیہ کی بدنیتی اس حقیقت سے واضح تھی کہ اگرچہ معطلی 31 جنوری اور 7 فروری 1952 کے درمیان کی گئی تھی، لیکن انتظامیہ کی طرف سے درخواست 29مارچ1952 کو دائر کی گئی تھی، جب دفعہ A-33 کے تحت کارکنوں کی طرف سے درخواست دائر کی گئی تھی۔ یہ مشاہدہ واضح طور پر غلط تھا، کیونکہ دفعہ 33 کے تحت درخواستیں انتظامیہ کی طرف سے 6اور 11 فروری کو دائر کی گئی تھیں، اور یہ دفعہ A-33 کے تحت کارکنوں کی درخواست تھی جو 29مارچ کو دائر کی گئی تھی۔ اس طرح اس حکم کو الٹ دیا جس میں درخواستیں انڈسٹریل ٹریبونل کو دی گئی تھیں، اپیلٹ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 33 کے تحت انتظامیہ کی درخواستیں مخلصانہ نہیں تھیں۔ اس کے بعد اس نے انتظامیہ کی اپیل کو خارج کر دیا، اس طرح انڈسٹریل ٹریبونل کے حکم کو برقرار رکھتے ہوئے جہاں تک بتیس کارکنوں کی سات دن کے لیے معطلی کا تعلق اس بنیاد پر تھا کہ کارکنوں نے اپنی اپیل واپس لے لی تھی، حالانکہ فیصلے کے پہلے حصے میں صرف اتنا کہا گیا تھا کہ کارکنوں نے دفعہ A-33 کے تحت حکم کے خلاف اپنی اپیل واپس لے لی تھی۔

چونکہ اپیلٹ ٹریبونل نے واضح طور پر غلطی کی تھی اور اس حکم کو الٹ دیا تھا جس میں دفعات 33اور A-33 کے تحت درخواستیں دی گئی تھیں، انتظامیہ کی طرف سے نظر ثانی کی درخواست دائر کی گئی تھی۔ تاہم، اس نے مؤقف اختیار کیا کہ اگرچہ حادثاتی طور پر تاریخوں کا غلط ذکر کیا گیا تھا، لیکن اسے اپنے حکم پر نظر ثانی کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ اس طرح انتظامیہ نے اس عدالت میں دو خصوصی چھٹی کی درخواستیں دائر کیں۔

ہماری رائے ہے کہ صنعتی ٹریبونل کے ان تین نکات کے نتائج پر جو اپیلیٹ ٹریبونل نے پریشان نہیں کیے ہیں، دفعہ 33 کے تحت انتظامیہ کی درخواستوں پر واحد ممکن حکم تھا کہ اسے اڑتالیس کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت دی جائے، بشرطیکہ ان سب کے خلاف ثبوت موجود ہوں۔ یہ انڈسٹریل ٹریبونل کے لیے کھلا نہیں تھا جب اس سے کہا گیا کہ وہ کسی دوسری قسم کی سزا کو تبدیل کرنے اور اس کے لیے اجازت دینے کی اجازت دے۔ انڈسٹریل ٹریبونل مطمئن تھا کہ بدانتظامی ہوئی ہے اور اپیلٹ ٹریبونل نے اس نتیجے کو برقرار رکھا ہے۔ اس طرح اگر اس بات کا ثبوت موجود

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے کہ یہ اڑتالیس کارکن بد انتظامی کے مجرم تھے، تو انڈسٹریل ٹریبونل مانگی گئی اجازت دینے کا پابند تھا۔ ہم اپیلٹ ٹریبونل سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ اس معاملے میں معطلی ٹھوس سزا تھی اور دفعہ 33 کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل کے سامنے زیر التواء تحقیقات اور کارروائی کا عبوری حکم نہیں تھا۔ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ لیبر آفیسر نے 31 جنوری 1952 کو انتظامیہ کو بتایا کہ وہ انڈسٹریل ٹریبونل کی اجازت سے تادیبی کارروائی کرنے کے لیے آزاد ہے۔ اس کے بعد 31 جنوری کو تینتیس کارکنوں کو معطل کر دیا گیا اور نوٹس میں واضح طور پر کہا گیا کہ معطلی کے مزید احکامات زیر التوا ہیں، اس طرح کارکنوں کو آگاہ کیا گیا کہ معطلی کا حکم ایک عبوری اقدام تھا۔ 31 جنوری کے اس نوٹس کے بعد 6 فروری کو انڈسٹریل ٹریبونل میں اس میں شامل تینتیس کارکنوں کو برخاست کرنے کی اجازت کے لیے درخواست دائر کی گئی تھی، اور اس سے یہ بھی واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے تحقیقات اور انڈسٹریل ٹریبونل کے سامنے کارروائی زیر التوا تھی۔ اسی طرح پندرہ کارکنوں سے متعلق 5 اور 6 فروری کے معطلی نوٹس میں کہا گیا ہے کہ انہیں تا حکم ثانی معطل کر دیا گیا اور 11 فروری کو دفعہ 33 کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل میں انہیں برخاست کرنے کی اجازت کے لیے درخواست دائر کی گئی۔ ان حالات میں یہ بالکل واضح ہے کہ اس معاملے میں معطلی سزا نہیں تھی بلکہ ٹریبونل کے سامنے زیر التواء تحقیقات اور کارروائی کے لیے ایک عبوری اقدام تھا۔ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ یہ انڈسٹریل ٹریبونل کا نتیجہ تھا جس کی بنیاد پر دفعہ 33-A کے تحت درخواست خارج کر دی گئی تھی اور اس نتیجے کی تصدیق اس وقت ہوئی جب کارکنوں نے دفعہ 33A کے تحت اپنی درخواست کے حوالے سے اپنی اپیل واپس لے لی۔ لہذا اپیلٹ ٹریبونل نے واضح طور پر یہ فیصلہ دینے میں غلطی کی کہ معطلی سزا تھی۔

واحد سوال جو باقی ہے وہ ان سولہ کارکنوں کے بارے میں ہے جن کے بارے میں انڈسٹریل ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ انہیں سست روی سے جوڑنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس معاملے میں اپیلٹ ٹریبونل کا نظریہ یہ تھا کہ انتظامیہ کی یہ دلیل کہ انڈسٹریل ٹریبونل نے یہ فیصلہ دینا غلط تھا کہ ان سولہ کارکنوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا، درست تھی۔ ہمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ ان سولہ کارکنوں کے خلاف ثبوت بالکل انہی گواہوں کے ہیں اور اسی طرح کے ہیں جو باقی بتیس کے خلاف ثبوت ہیں۔ اس لیے انڈسٹریل ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ سولہ کارکنوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا، واضح طور پر متضاد ہے، کیونکہ ان کے خلاف وہی ثبوت تھے جو باقی بتیس کے خلاف تھے۔ اس طرح، تمام اڑتالیس مزدور (جن میں سے دو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مر چکے ہیں) بالکل ایک ہی حیثیت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں ہیں۔ جیسا کہ اپیلٹ ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے، سست روی سنگین بد انتظامی ہے جو اپنی نوعیت میں دغا باز ہے اور اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں چونکہ یہ اڑتالیس کارکن سست روی میں حصہ لے رہے تھے اور اس طرح سنگین بد انتظامی کے مجرم تھے، انتظامیہ انہیں برخاست کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی حقدار تھی۔ لیکن چونکہ انتظامیہ نے کارکنوں کو معطل کرنے کے بعد کوئی انکوائری نہیں کی اور دفعہ 33 کے تحت کارروائی کو عملی طور پر انکوائری میں تبدیل کر دیا گیا جو عام طور پر انتظامیہ کو انڈسٹریل ٹریبونل میں درخواست دینے سے پہلے ہونی چاہیے تھی، انتظامیہ اس وقت تک کارکنوں کی اجرت ادا کرنے کی پابند ہے جب تک کہ دفعہ 33 کے تحت کارروائی میں برخاستگی کا مقدمہ نہیں بن جاتا۔ (رانی پور کولیری بنام بھوبن سنگھ (1) کے انتظام میں اس عدالت کا فیصلہ دیکھیں)۔ جیسا کہ پہلے ہی نشاندہی کی گئی ہے، یہ وہ نظریہ ہے جو صنعتی ٹریبونل نے دفعہ 33-A کے تحت درخواست پر غور کرتے ہوئے لیا تھا جس کی تصدیق اس جانب سے کارکنوں کی اپیل کو خارج کرنے سے ہوئی۔ اس لیے انتظامیہ کو انڈسٹریل ٹریبونل کے فیصلے تک معطلی کی مدت کے دوران اجرت ادا کرنی ہوگی۔

اس لیے ہم اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں اور جہاں تک دفعہ 33 کے تحت درخواستوں کا تعلق ہے، دونوں ٹریبونلز کے احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اپیل کنندہ کو ان درخواستوں میں اس کی طرف سے مانگی گئی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ کارکنوں کو معطلی کی مدت کے دوران ان کی تمام اجرت انڈسٹریل ٹریبونل کے فیصلے کی تاریخ یعنی 22-9-1952 تک ادا کی جائے۔ چونکہ کارکنوں نے ان اپیلوں کا مقابلہ نہیں کیا، اس لیے ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم جاری نہیں کرتے۔

اپیلوں منظور کی جاتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document